ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتابِ صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۞

نمبر (۴۸) مطبوعہ ۲۶- نومبر ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستان کیونکر پولٹیکل حاصل کر سکتا ہے

امرت بازار پترکا ہندو مذہب کے زوال کی نسبت جس کے بارہ میں ڈاکٹر میکڈانل صاحب نے کلکتہ مشنری کانفرنس میں درس دیا تھا یوں تحریر کرتا ہے کہ مسیحی لوگ اس بات کے ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ ہندو مذہب کو زوال ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ تمام ہندوستان میں مسیحی مذہب قایم و رائج ہو جائیگا۔ اس کے جواب میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہہ کہ مغربی ممالک میں مسیحیت کا زور کم ہوتا جاتا ہے اور اس سبب سے اگر ہندو مذہب کامیاب اور قایم نہ رہے تو بھی امید نہیں ہے کہ مسیحیت اُس کی جگہہ حاصل کرے۔ دوسرے ہم کو اس بات میں بھی شک ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو تمام ملک کو مسیحی بنا دینے کی اجازت دیدے کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر ہندوستان مسیحی ملک ہو جاوے تو انگلینڈ کو مجبوراً طریق حکومت بدلنا پڑے گا کیونکہ مسیحی ہونے کی حالت میں ہندوستان اس قدر طاقتور اور زور آور ہو گا کہ اپنے حقوق کا دعویٰ کر کر حاصل کرے بعینہٖ ویسے ہی حقوق جو کو لونیز یعنے کینیڈا اور اسٹریلیا وغیرہ کو حاصل ہیں۞

ہم اس کے جواب میں نہایت زور دیکر یہہ بات کہتے ہیں کہ امرت بازار پترکا کا یہہ خیال محض غلط ہے۔ ممالک مغربی میں مسیحیت روز افزوں ہے۔ اس خیال کی بنیاد سوامی وویکانند جیسے کذاب وبطال نے ہندوستانیوں کے دل میں ڈالی ہے۔ بہت عرصہ ہوا ہم نے اپنے نور افشاں کے کالموں میں اس غلط خیال کی بڑے زور سے تردید کی ہے۔ رہا دوسرا خیال یہہ بالکل صحیح ہے بیشک مسیحی ہندوستان اس قابل ہو گا کہ انگلینڈ سے اپنے حقوق حاصل کرے لیکن امرت بازار پترکا کا یہہ قول کہ شاید گورنمنٹ تمام ہندوستان کو مسیحی نہ ہونے دے درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ کوئی گورنمنٹ اپنی رعایا کی روحانی۔ دنیوی۔ مدنی ترقی سے ناخوش نہیں ہوتی پس یہہ کیونکر ممکن ہے کہ ہماری عادل اور خیر خواہ گورنمنٹ اس بات سے ناراض ہو۔ عطائے حقوق کے بارہ میں بھی ہماری گورنمنٹ بخیل نہیں ہے۔ موجودہ حالت میں بھی ترقی یافتہ صوبوں اور ضلعوں کو زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ جب کہ تمام انڈیا ہر بات میں اور ہر کام میں ہر طرح نمایاں ترقی کر جاوے تو بہ لحاظ لیاقت کے حقوق بھی نہایت آسانی سے مل سکتے ہیں۔ لیکن اس بات کو بخوبی یاد رکھیں کہ جب تک روحانی حالت درست نہ ہو خدا کی طرف سے برکتیں نازل نہیں ہوتیں۔ یہہ وہی بات ہے جو ہم اکثر ہندو اور محمدی صاحبوں کو بتلاتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں کہ حقیقی آزادی حاصل کریں۔ اگر آپ چاہیں کہ سچی حب الوطنی پھیل جائے۔ اگر آپ چاہیں کہ لوگوں میں وہ یگانگت پیدا ہو جو طاقت کا اصلی مرکز ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ ہمالیہ سے لنکا تک اس بڑے وسیع ملک کے لوگ یک دل و یک جان

(سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اول)

نور افشاں

پادری ٹی۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری۔ ایچ گولکناتھ صاحب + پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے + پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب } ایڈیٹرز

بقیہ

سوامی ویویکانند صاحب کے لکچر شکاگو ایگزبیشن پر ایک نظر

(۳) آپ مذکورہ بالا اعتراض کے بعد ایک مثال اپنی اُس دعوے کی نسبت کہ خالق اور مخلوق دونوں قدیم ہو سکتے ہیں پیش کرکے فرماتے ہیں کہ "اگر میں مثال دوں تو خالق اور خلقت مثل دو متوازی خطوں کے ہیں جن کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اور جو دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں برابر چلے جاتے ہیں اور خدا ایک طاقت ہے اور مدامی پروردگار جس کی قدرت سے نظام پر نظام یکے بادیگرے ہیولا سے نکلتے رہتے ہیں اور جو کچھ عرصہ تک وجود میں رہکر برباد ہو جاتے ہیں اور یہہ بالکل سائنس کے مطابق ہے" خلقت اور خالق کو ایسے دو خط ٹھہرانا جن کی نہ ابتدا ہو اور نہ انتہا سراسر غلطی ہے۔ جیسا کہ ہم آپ کے خلقت کو قدیم ماننے پر اور بھی ثابت کر چکے ہیں کیونکہ ان دونوں میں کوئی نسبت و رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں آپ کے بیان کے مطابق دونوں متوازی خط ہوکر لا ابتدا زمانہ سے لا انتہا زمانہ تک چلے جائینگے اور اِس لئے دونوں لامحدود ہوکر آپس میں بلا اتصال رہینگے۔ کیونکہ علم اقلیدس کی رو سے کبھی دو متوازی خط آپس میں مل نہیں سکتے اور جب مل نہیں سکتے تو رشتہ اتصال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور جب رشتہ اتصال پیدا نہیں ہوا۔ تو خالق مخلوق کی نسبت اُن دونوں میں کیونکر پیدا ہوگی۔ سوامی صاحب نے آگے چلکر روحوں کی نسبت تو ہمیں تبلا دیا کہ وہ کیا ہیں مگر ہیولا کی نسبت کہیں اپنے لکچر میں بیان نہیں کیا کہ وہ مخلوق ہے یا قدیم ہے۔ مگر قرینہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر سوامی صاحب سے دریافت کیا جائے یا وہ خود ہی اُس کی نسبت کچھ تعریف کریں تو ضرور اُس کو قدیم بتلاوینگے اور روحیں بقول سوامی صاحب خدا ہیں جیسا آگے چلکر معلوم ہوگا۔ تو معلوم نہیں کہ وہ اپنے بیان میں الفاظ خالق مخلوق کیوں بار بار استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں معمولی تعلیم کے آدمی بھی الفاظ خالق و مخلوق کے معنی و مطلب سے آگاہ ہیں۔ کہ خالق وہ ہے جو عدم سے کسی شَے کو وجود میں لاوے۔ پر بقول سوامی صاحب ہند۔ مذہب کی رو سے روحیں الٰہی ہیں اور ہیولا قدیم ہے تو خدا نے پھر کسی شَے کو عدم سے ہست کیا اور وہ خالق ٹھہرا۔ اب ناظرین نور افشاں خود ہی سوامی صاحب کی داد دینگے کہ یہہ تعلیم ہندو مذہب کی کہاں تک سائنس کے مطابق ہے۔ اِس کے بعد سوامی صاحب تناسخ کی نسبت چند معمولی باتیں ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں جن کی نسبت ہم اپنے ناظرین کی خدمت میں اتنا عرض کرتے ہیں کہ اِس مسئلہ کی نسبت مسیحیوں کی جانب سے اب بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اُردو زبان میں رسالہ تناسخ میں اِس مسئلہ پر پوری بحث کرکے کئی پہلو سے اس کا رد معقول طور پر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی صاحب اِس بحث کو تمام و کمال طور پر دیکھنا چاہیں تو رسالہ منگوا کر خود ہی انصاف کرکے دیکھ لیں۔ ہم اپنے منہ سے تعریف کرنا نہیں چاہتے۔ (رسالہ مذکور پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی والہ آباد ریلیجس بک سوسائٹی اور مصنف رسالہ سے بھی مل سکتا ہے)

اس موقعہ پر ایک امر تناسخ کی نسبت ہمیں سوامی صاحب سے دریافت کرنا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جس حال کہ آپ اپنے لکچر میں انسانی روح کی نسبت یہہ مانتے ہیں کہ وہ الٰہی و کامل و پاک و لامحدود ہے اور اُس کو گنہگار و ناپاک کہنا گناہ و کفر ہے۔ تو پھر وہ بُرے اعمال کرکے کیونکر تناسخ کے دور میں آ سکتے ہیں۔ یہہ تو صریح تناقض ہے۔ یا تو یہہ مانئے کہ وہ مخلوق اور ناپاک اور ناکامل و محدود ہے اور اِس لئے اُس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور تناسخ کے بھنور جال میں آ جاتے ہیں۔ یا یہہ کہ وہ الٰہی و پاک و کامل و لامحدود ہے۔ تو پھر یہہ مانئے کہ اُس سے شرارت کے کام سرزد ہو نہیں سکتے اور گناہ کے بس میں آکر سانپ گدھا وغیرہ نہیں بن سکتے۔ پھر اِس کے بعد آپ روح کی نسبت یہہ فرماتے ہیں کہ "وہ مادی شَے نہیں ہے وہ اپنی ماہیت سے لامحدود و پاک و کامل ہے مگر کسی نہ کسی طور پر اُسنے آپ کو مادہ کی قید میں ڈالدیا (مادہ سے باندھی گئی) اور آپ کو مادہ تصور کرنے لگے اور کیوں کامل و پاک شَے اپنے کو ناکامل تصور کرنے لگے اور کامل و پاک روح مادہ کی غلام بن گئی ایک سوال ہے" مگر اِس سوال کے جواب میں سوامی صاحب ہندو مذہب کی مجبوری ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا جواب کوئی پنڈت دے نہیں سکتا اور نہ ہندو مذہب اِس کا کچھ بیان کر سکتا ہے۔ خیر سوامی صاحب جب خود ہی فرماتے ہیں کہ ہندو مذہب اِس تعلیم کے ثبوت دینے میں قاصر ہے تو ہم بھی جبر کرنا نہیں چاہتے۔ مگر اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ آپنے اپنے دعوے کا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا کہ روح کیونکر کامل و پاک و الٰہی و لامحدود ہے اور کہ وہ آپ کو مادی تصور کرتی ہے۔ ہمارے خیال میں دُنیا کے پردہ پر اگر کوئی شخص مجنون ہو تو کیا عجب کہ وہ اپنی روح کو لامحدود و الٰہی تصور کرے تو کرے مگر کوئی صاحب عقل تو اپنی روح کی نسبت لامحدود و الٰہی ہونیکا خیال نہیں کر سکتا اور نہ نیز باستثنا چند لوگوں کے کوئی انسانی روح کو مادی تصور کرتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "روح پھر کامل بن جائیگی جبکہ یہہ مادی بندھن ٹوٹ کر گر جائے گا۔

لیکن یہہ بندہن صرف خدا کے فضل سے ٹوٹ کر گرسکتا ہے اور یہہ فضل صرف اُن پر کیا جائیگا جو پاک ہیں اور صرف پاک دل خدا کو دیکھیں گے۔ نہ صرف اُس زندگی میں بلکہ اِس زندگی میں اور تب دل کا ٹیڑہا پن سیدہا ہو جائیگا۔" ہم نہیں سمجھتے کہ جب کامل و الٰہی روح خود ہی اس مادی دنیا کی ہوا کہانے اور مزے اُڑانے کے لئے بندہن میں آگئی تو وہ پھر اس بندہن کو کیوں توڑنا چاہیگی۔ اور کمت کی اُس کو کیوں ضرورت ہوگی۔ کیا خدا ایسا نادان و کم عقل ہے کہ وہ مادہ کے بندہن میں آنے کے نتایج سے آگے ہی خبردار نہ ہوا ہو اور پھر بندہن میں آکر پچھتاوے اور اُس سے رہائی پانے کے لئے کسی اَور خدا کا محتاج ہو اور جس حال کہ سوامی صاحب روح کی نسبت گنہگار کہنا ہی کفر ٹھہراتے ہیں تو بھلا وہ ناپاک کیونکر ہوگی جو خدا اب اُسکے ناپاک دل کو پاک کرنے آوے اور کیوں خدا نے اپنی الٰہی روح کو ناپاکی اور مادہ کی غلامی میں گرفتار ہونے دیا کہ اب وہ اپنی الٰہی روح کو دکھ و موت و گناہ سے چھٹکارا دینے میں اتنی تکلیف و دکھ گوارا کرے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ" ہندو مذہب میں ساری کوشش اِس بات پر ہے کہ اِنسان کامل و خدا بن جاوے" کیا خوب کبھی آپ کامل کو ناکامل اور خدا کو مادہ ٹھہراتے ہیں اور پھر ناکامل کو کامل اور مادہ خدا بناتے ہیں۔ یہی ہندو مذہب کی باریک فلسفہ ہے جس پر آپ اور ہمارے ہندو بھائی ایسی ڈینگ لرتے ہیں۔ سچ تو یہہ ہے کہ ہندو مذہب نے خدا کو بھی دیا بنا رکھا ہے اور اُس کی عظمت و جلال کو نہایت ہی ذلیل و خوار کر دیا ہے اور اُس کی کامل و پاک ذات و صفات کا ایسا بھونڈا اور گھنونا بیان کیا ہے کہ کسی باہوش و خداشناس اِنسان کی ضمیر و دل اُسے قبول نہیں کرسکتے۔ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ" جب اِنسان کامل ہوگیا تو پھر اُس کا کیا ہوتا ہے؟ وہ کامل خوشی خدا کے ساتھ بھوگ کرتا ہے۔ اس میں سب ہندوؤں کو اتفاق ہے اور اُن کے تمام فرقہ بھی متفق ہیں" لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کاملیت مطلق ہے اور مُطلق میں دو یا تین ہستیاں نہیں ہوسکتیں نہ اس میں کسی قسم کی صفات ہوتی ہیں۔ اور نہ اُس میں شخصیت ہوتی ہے تو پس جب روح کامل اور مطلق ہوجاوے تو ضرور ہے کہ یہہ برمہہ کے ساتھ ایک ہوجاوے اور پھر ہستی مُطلق اور علم مُطلق اور زندگی مُطلق ہوجائی ہے۔ لیکن اس پر اعتراض یہہ ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کی شخصیت دور ہوجاتی ہے تو وہ مثل پتھر کے ہوجاتا ہے"۔ اِس اعتراض کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ" اگر اس چھوٹے سے جسم میں کانشنیس نیس خوشی کا باعث ہوتی ہے تو دو یا تین جسموں کی کانشئیس نیس حاصل کرنا کس قدر خوشی کا سبب نہ ٹھہریگی۔ علی ہذالقیاس ایک عالم کانشئیس نیس میں شریک ہونا کس قدر خوشی کا باعث نہ ہوگا" آپ نے سوال تو خوب پیدا کیا کہ کامل ہستی مُطلق ہستی ہوتی ہے اور اُس میں دو یا تین ہستیاں نہیں ہوسکتیں تو آپ اس کا بھی جواب کچھ فرمایئے کہ جب ہر ایک اِنسان کی روح کامل ہو ہوکر ایک مُطلق ہستی بنتی گئی تو پھر کتنی مُطلق ہستیاں بنجائینگی۔ اغلب ہے کہ بے شمار ہستیاں۔ کیونکہ ہندو مذہب کی رو سے دُنیا کا نہ شروع ہے اور نہ آخر ہوگا۔ تو پھر ہر ہستی کسی نہ کسی وقت کامل ہوکر مُطلق بن جائیگی اور اس طور پر بیشمار مطلق ہستیاں بن کر بے شمار خدا بن جائینگی۔ البتہ آپ کا مطلب یہہ ہے اور آپ یہہ چاہتے ہیں کہ وہ کامل و مطلق ہوکر برمہہ کے ساتھ ایک ہوجاوے۔ مگر اِس امر کے لئے آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ وہ کامل و مُطلق ہوکر کیوں برمہہ کے ساتھ ایک ہوجاوے۔ جب وہ بقول آپ کے بطور خود کامل و مطلق بن گئی تو پھر برمہہ کے ساتھ ایک ہوجائیگی کیا ضرورت ہے۔ برمہہ میں اور کیا زیادہ خوبی ہے جو اس میں نہیں۔ پھر ہم آپ کے اس قول کا بھی مطلب نہیں سمجھ سکتے کہ مطلق ایک ہی ہوتا ہے دو یا تین نہیں ہوسکتے۔ لیکن اگر یہہ سچ ہے تو پھر آپ کیوں ہر ایک روح کو ایک جُداگانہ و کامل و مطلق ہستی ٹھہراکر دوسرے برمہہ کامل و مطلق ہستی کے ساتھ ایک بنانا چاہتے ہیں۔ کیا اس امر سے آپ آگاہ نہیں کہ کامل و مُطلق شے میں ہم اور کچھ جوڑکر اُس سے زیادہ کامل تو بنا نہیں سکتے کیونکہ کامل و مُطلق وہی ہے جس میں پھر اور کچھ اضافہ کرکے اُسے کامل نہ بنا سکیں اور اگر جوڑکر اضافہ کرسکتے ہیں تو ضرور اس سے پہلے اُسنے کامل ماننا پڑیگا۔ پس آپ کا یہہ جوڑ بالکل بے جوڑ ٹھہرتا ہے۔ پھر اگر آپ یہہ کہیں کہ روحیں ناکامل و غیر مطلق رہکر اُس میں لین ہوجاتی ہیں تو بھی ہمارا وہی اعتراض باقی رہے گا کہ کامل میں اور حصول کے دخل ہونے کی گنجایش ہی نہیں اور آپ گنجایش نکالتے ہیں اور یہہ ممکن نہیں۔ بات تو یہہ ہے کہ دراصل ویدوں کی یہہ تعلیم ہی سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ کہ" ایکو ہم بہت شیام" یعنی میں ایک ہوں اور بہت ہو جاؤنگا۔ بھلا کامل کے حصہ اور تقسیم کب ہوسکتی ہے اور پھر حصہ اور تقسیم کرکے اُس شے کامل کو ایک جداگانہ ہستی کامل ماننا اور جو اُس سے حصہ ہوگئی ہیں اُن میں سے ہر ایک حصّہ کو ایک جُداگانہ کامل و مطلق ہستی ٹھہرانا اور پھر کامل و مطلق کو اُس کے حصّوں کے ساتھ یا اُن کو کامل و مُطلق جُداگانہ بناکر جوڑ دینا سراسر لانانی و غلطی ہے+ فقط (باقی آیندہ)

غور طلب

شاید کوئی کہے کہ مُردے کس طرح اُٹھتے ہیں؟ اور کس جسم کے ساتھ آتے ہیں؟

اے نادان جو چیز تو بوتا ہے اگر وہ نہ مرے تو کبھی جلائی نہ جائیگی۔

چہ

مُرشد کا

تب وہ آپے میں آیا

جنہوں نے ابتک نجات نہیں پائی وہ نہیں جانتے ہیں کہ وے کیسی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور کیسا نقصان اُٹھاتے ہیں۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف پھریں اور پھر اپنی اس حالت پر نظر کریں تو اُنہیں معلوم ہوگا کہ ہم نے ناحق اپنی زندگی برباد کی۔ مسیح نے اُن کی نجات کے لئے سب کچھ کیا جو کچھ گمراہ رُوح کے لئے ضرورت ہے۔ آسمان نے بیڑا اُٹھایا ہے اور قول کیا ہے تمہاری نجات کا اگر تم صدق دل سے انجیل پر ایمان لاؤ اور اپنے تئیں عیسیٰ کے ہاتھ سپرد کرو۔ اور تم سب گو گناہ کی غفلت اور بے ایمانی کے خواب سے مسیح کیطرف۔ ایسا ہی کرنے سے تم آؤگے اپنے آپے میں +

آدمی آپے میں کب آتا ہے۔ اکثر جب وہ تکلیف و مصیبت میں پڑتا ہے حاجتمند ہوتا اور کوئی اُس کا پُرسان حال نہیں ہوتا یہاں میرا یہہ مطلب نہیں کہ ایسی شرطوں اور ایسی حالتوں پر خدا کا شکر کرو۔ نہیں نہیں۔ ایسے بھی شخص تھے جو اس بُل پٹ کے نیچے بیٹھتے تھے اور جن کے پاس دنیوی چیزیں اور عیش و عشرت کے سامان اُن کی خوشی منانے کے لئے موجود تھے اور خدا نے اسی بُل پٹ کو تیر و کمان بنایا اور ایسا سیدھا تیر اُن کے دلوں کے اندر مارا کہ وہ تیر اُن کے دلوں سے نہ نکالا گیا جب تک کہ اُنہوں نے مسیح کو اپنا نہ کہا +

لیکن یہہ قاعدہ ہے کہ خدا دُکھ اور تکلیف سے آدمی کو اپنی طرف لاتا ہے یہہ مت سمجھو کہ کوئی شخص یکایک کرسچن ہوتا ہے۔ کرسچن ہونا ایسا آسان نہیں کہ جیسے کوئی چیز گم ہوگئی اور جلدی سے اُسے ڈھونڈھ لیتے ہو ہم میں سے بہت ہیں جن کو اس بات پر بڑا فخر ہے کہ ہم پُرانے عیسائی ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ بھائی کیا آپ اس عرصہ میں کچھ بھی خدا کے نزدیک گئے ؟ اگر وہ اپنے دل سے واقف ہیں تو کہیں گے کہ بیشک ہم دور گئے۔

مگر غالباً ایسی بے فکری کی روح اُن میں نہ ہوگی کہ اُنکا دل اُنہیں الزام نہ دیتا ہو اور اُنہیں کسی بات کا خوف نہ ہو۔ اگر اُس کے پاس ہوتا تو وہ اِس بات کے جاننے کے لئے ساری دُنیا دیتا کہ وہ بچ گیا ہے۔ شاید کوئی کہے کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں یہہ سچ ہے مگر تو بھی یہہ سوال ضرور اُن کے پیچھے لگا ہوا ہے کہ تمہارے دل کا کیا حال ہے اور آئیندہ کے لئے کچھ فکر ہے کہ نہیں +

کیا کوئی شخص اُس جوان کی مانند ہے کہ جو کبھی آپے میں نہیں آیا جب تک کہ اُس کو غرض نہیں پڑی۔ ہاں تم بے کار تھے تمہیں کوئی کام نہ ملا۔ تمہارے کئی دوستوں نے تم سے بُری طرح سلوک کیا۔ تمہارے پاس ایسی چھٹیاں آئیں کہ تم بڑے بدبخت اور کم نصیب ہو۔ تم نے بڑی کوششیں کیں مگر کسی نے تمہیں قبول نہ کیا۔ جو تمہارے ہاتھ بڑے زور سے پکڑتے تھے ایسا کہ تمہارے بازو درد کرنے لگتے تھے اب وہ صرف سر ہلاتے ہیں دوسرے مہینے میں گھر کا کرایہ کیسے ادا کریں اُس کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی ایسے ہی وقت میں آخر درجہ کی تلخ زندگی میں تم نے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا تب تم کو ملا ایک باپ اور ایک دوست۔ افسوس کئی ہیں کہ جن کو یہہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ دُکھ کے دن اُنپر نہ آویں بہتیرے ہیں جو بڑی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اُنہوں نے اپنا سب کچھ صرف کر دیا۔ اور ابھی ملک میں قحط ہے آہ وہ کام کرو جو اُس مُصرف بیٹے نے کیا جس کو عیسیٰ مسیح نے رنگ دیا جب وہ اپنے میں آیا اُس کا پہلا خیال یہہ تھا ”میں اُٹھوں گا اور اپنی باپ پاس جاؤں گا“ یہہ بڑی دانائی اور عقلمندی کا ارادہ ہے۔ یہہ سچا ثبوت ہے کہ وہ آپے میں آیا تھا۔ اس وقت میری درخواست یہی ہے کہ اسی وقت اُٹھکر کھڑے ہو جاؤ اور جاؤ خدا کے پاس۔ تمہاری عمر کتنی ہی ہو تمہارا درجہ تمہارا کام کچھ ہی ہو خدا کا خیال اپنے ساتھ لاؤ اور وہی ساری زندگی میں تسلی اور اطمینان سے تمہارے ساتھ ہوگا یسوع کے ذریعہ سے جس پر تمہارا بھروسا ہے +

کیا عیسائی گناہ نہیں کرتا

ماخوذ از وعظ پادری بومن صاحب۔

وہ کس طرح کریگا۔ کون ہے کرسچن ؟ کرسچن وہ ہے کہ جس کی روح میں مسیح اعتقاد کے زور سے رہتا ہے۔ اب ہم اس جگہہ دل کو جو مثل فوارہ[۱] کے ہے کہ جس سے گناہ نکلتا ہے اُس کے پاک کرنے کے بارہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ اگرچہ کسی اِنسان کے دل کا فوارہ مسیح سے پاک کیا گیا ہے تو ضرور اس میں سے صاف پانی نکلنا چاہئے۔ کیونکہ مسیح پاک تھا اور پاک کرنے والا ہے یہاں ہم اپنی زندگی کے عہد اور عمر کے قواعد کو مسیح میں دیکھتے ہیں اور انجیل کا جو قاعدہ ہے کہ جس کو آدمی نے اپنے پاؤں کے نیچے دبا ڈالا ہے یعنے تم گناہوں کا اقرار کرنے کو جاتے ہو مگر پاکیزگی کا اقرار کرنے کو نہیں۔ اناجیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ انسان کی پاکیزگی کی بابت لکھا ہے کہ تمکو اس طرح پاکیزگی میں بسر کرنا چاہئے۔ یہہ نہیں لکھا کہ تیرے گناہ ایسے اور ویسے۔ اس کا مطلب یہہ نہیں کہ جب تک ہم دُنیا میں رہتے ہیں تو گناہ نہیں کرسکتے۔ تھوڑا عرصہ ہوا جن دنوں بمبئی میں پلیگ کا بڑا زور شور تھا) اُس وقت میں ہسپتال میں بیماروں کو دیکھنے گیا اور ایک بستر سے دوسرے کے پاس جاتا تھا اُس وقت میرے ساتھ بھی ایسا ہی جسم تھا کہ جس کو وہ بیماری

---

[۱] دل کی اُس حالت سے مُراد ہے جس سے گناہ نکلتا ہے +

جس طرح اُن کو لگی ہے مجھے بھی لگ سکتی تھی - لیکن خدا کی مہربانی اور اُس کی نگہبانی سے مجھ کو کچھ ضرر نہ ہوا - اسی طرح اگرچہ ہم دُنیا میں جو گناہ سے بھری ہوئی ہے ہیں مگر وہ ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی - ایساہی ہر ایک وہ اِنسان جس نے توبہ کی ہے اپنی روح کو گناہ کرنے کی ہوا میں لئے پھرتا ہے مگر وہ کچھ اثر نہیں کر سکتی +

توبہ کئے ہوئے لوگوں کی روحوں پر جو کچھ دغدغہ رہ گیا ہے کہ جس کے سبب وہ اپنے آپکو کسی گناہ کا مجرم سمجھتے ہیں میں اُنہیں کہتا ہوں - یہہ یاد رہے کہ اُس کی زندگی کے اندر جو گناہ رہ گیا ہے اُسے کوئی چیز صاف نہیں کر سکتی - اُس کی بابت افسوس کرنا اور اقرار کرنا یہہ ساری باتیں اُس گناہ کو نکال نہیں سکتیں تو اب وہ گناہ کیونکر صاف ہو اِس طرح کہ اپنے آپ کو قربان کر دینا اور اس میں ایک درمیانی کی ضرورت ہے - تمہیں صلیب کے پاس جا کر قربان ہونا چاہئے +

وہاں جا کر مسیح کا خون دوبارہ اپنے دل پر چھڑکنا کہ اور اُس صلیب کے پاس تم کو اس گناہ کی نسبت بالکل مر جانا چاہئے یہاں ایک لفظ ہے جو مثل لفافہ کے ہے جو انسان کی زندگی کو جب سے وہ صلیب کے پاس سے ہو کر آتا لپیٹتا ہے - وہ لفظ جو لپیٹتا ہے یہہ ہے کہ اپنے آپ کو مسیح کے لئے قربان کر دینا کہ ہم تیرے ہیں اس کا مطلب یہہ ہے کہ جو صدق دلی سے مسیح پر ایمان لاتے ہیں روح القدس اُن کے دلوں میں گھستا ہے اور وہ رُوح القدس کیا کرتا ہے وہ توبہ کی زندگی کو ایک نئی قسم کی زندگی بنا دیتا ہے اور وہ گناہ کو غیر ممکن کر دیتا ہے - توبہ ایسا ہے اسی کو توبہ کہتے ہیں + الراقم جے - بی - ایل - از بمبئی

نفی معجزات محمد صاحب از قرآن

پھر دیکھو سورہ انعام میں یوں مسطور ہے " واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیومنن بھا قل انما الآیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یومنون " - ترجمہ قسمیں کھائیں تھیں اُنہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسموں اپنی کے البتہ اگر آویگی اُس کے پاس کوئی نشانی ایمان لاوینگے ساتھ اس کے تو کہہ اے محمد سوائے اُس کے نہیں کہ نشانیاں نزدیک اللہ کے ہیں - اور کیا جانتے ہو تم کہ جب آویگی تو بھی ایمان نہ لاوینگے انتہیٰ حقیقت محقق کے لئے یہہ مقام قرآنی نہایت ہی حیرت افزا ہے کیونکہ آیات مذکورہ میں انکار اور عذر سرد موجود ہیں - اور عذر بھی ایسا ہے کہ جس میں تسلی و اطمینان کی حق کے متلاشی کے لئے بوتک نہیں ہے صاف آیت مذکورہ میں بیان ہے کہ طالبان معجزہ نے نہایت درجہ کی سخت قسمیں اللہ کے نام کی کھائیں تھیں - کہ بدون مشاہدہ کے معجزہ ہم تیری رسالت و نبوۃ کو ہرگز قبول نہ کرینگے - پس اس موقعہ پر محمد صاحب اگر صاحب معجزاۃ تھے تو ضرور اپنے رب سے یوں التماس کرتے کہ اے رب کریم دیکھ تو نے مجھے اِس اجہل قوم عرب کی ہدایت کے لئے نبی مبعوث کر کے بھیجا ہے - پس اب ایک معجزہ مجھے عنایت کیجئے تاکہ میری رسالت و نبوۃ کو قبول کر لیویں - کیونکہ اُنہوں نے تیرے نام کی سخت قسمیں کھائیں ہیں - وغیرہ اور انصاف بھی یہی چاہتا ہے کہ ضرور محمد صاحب کو اُنہیں معجزہ دکھا کر اپنی حجت کو پورا کرنا فرض تھا تاکہ اُنہیں جائے عذر نہ رہتی - مگر ہر ایک دانشمند محمد صاحب کی اِس حالت کو دیکھ کر افسوس کریگا - کہ باوجود دعوئے نبوۃ و رسالت کا کر کے اُن کی شرط کو پورا نہ کیا - اور ایک نامعقول عذر پیش کر کے اپنے دامن کو چھوڑایا - کہ معجزاۃ نزدیک اللہ کے ہیں اور یہہ فقرہ بھی زاید کر دیا کہ اگر معجزاۃ بھی دکھائے جائیں تو بھی وے ایمان نہ لاوینگے - ہم پھر کہتے ہیں کہ جب طالبان معجزہ نے سخت قسمیں کھائیں تھیں اور کہا تھا کہ ہم بدون مشاہدہ کئے معجزہ ایمان نہ لاوینگے - تو مقتضائے صداقت آنجناب محمد صاحب پر واجب تھا کہ اُن کو اسپر مجبور کرتے - اگر بعد مشاہدہ معجزہ وے قبول نکرتے - تو اُن کا جھوٹی قسم کھانا ظاہر ہو جاتا اور محمد صاحب کی حجت بھی پوری ہو جاتی اور دوسروں کے لئے یعنے پشت آیندہ کے لئے موجب تصدیق رسالت محمدیہ ہوتا - اِس مقام پر اگر کوئی محمدی یہہ عذر پیش کرے - کہ خدائے عالم الغیب اور دانائے قلوب ہے اور وہ جانتا تھا کہ اگر معجزہ اُن کو دکھایا بھی جاوے تو بھی وے ایمان نہ لاوینگے - لہذا بدیں وجہ اُن کو معجزہ نہ دکھایا گیا تھا تاکہ اُن پر ایمان نہ لانے کا عذاب دُونا نہ بڑہ جائے - اِسلئے صرف یہی اُن کو کہلوا دیا کہ معجزات خدا کے پاس ہیں - محمد صاحب کے قبضہ و اختیار میں نہیں ہیں انتہیٰ -

پس اے صاحبان دانش اگر یہی وجہ قبول کی جاوے - تاہم اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب پر خدا کو قباحت رکھنا جائیز ہوا - خواہ لوگ اُسے سچا جانیں خواہ جھوٹا - پر طالبان معجزہ کو دُونا عذاب نہووے +

۲ - قباحت یہہ ہے کہ موجب قول محمدیان خدا نے اُن کو نبوۃ محمدیہ سے روکا اور اہل تحقیق کو رخصت فرما دی - کہ رسالت محمدیہ کو تسلیم نکرو کیونکہ مقتضائے تحقیق یہہ امر واجب ہے کہ مدعی سے دعویٰ کی دلیل طلب کیجاوے - اور مدعی نبوۃ سے معجزہ مانگا جاوے کہ جس سے نبوت کا کافی و وافی ثبوت بہم پہنچ جاوے - پس محمد صاحب کو معجزہ کی رخصت ندینا اور یہہ جواب سکھانا کہ معجزات نزدیک اللہ کے ہیں - محمد صاحب کے حق میں مفید نہیں تھا +

۳ - محمد صاحب کا یہہ جواب کہ معجزاۃ اللہ کے پاس ہیں صاف دلالت کرتا ہے کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے - اور اگر ہوتا تو ضرور حوالہ دیکے اُن کی قسموں کو توڑ ڈالتے یا صرف اُن کو یہی کہہ دیتے کہ فلاں موقعہ پر میں نے تمکو معجزاۃ دکھلائے تھے - مگر تم ایمان نہیں لائے اس لئے تمکو معجزہ نہ دکھایا جائیگا +

پس بخوبی واضح ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے کبھی کوئی معجزہ

نہ دکھایا تھا اِس لئے بدون اِنکار کچھ بن نہ پڑا - اور یہہ عدم ارسال معجزات محمدیہ کی دلیل محقق کے لئے کافی ہے۔

باقی آیندہ

الراقم

مولوی ابراہیم - ایس - پی - جی - مشن جموں

ہندوستان کا اِتحاد

غور و تامل کے بعد بڑے بڑے نکتہ شناسوں کو یہہ معلوم ہوا کہ اہلِ ہند میں یہاں تک باہمی حسد ہے کہ ایسے بزرگ کو جو قوم کے لئے فخر کا باعث ہو شاباشی اور عزت دینے کے بجائے اکثر اُس سے بے پرواہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہندوستانی اتحاد و یگانگت کے خیال سے بالکل بیگانہ ہیں۔ ہم قبول نہیں کرتے کہ یہہ بات اصل حقیقت کی پوری پوری تصویر ہے لیکن پھر بھی آخر کچھ ضرور ہے۔ تا نباشد چیزے مردم نہ گویند چیزہا۔ نیشنل کانگرس ایک ایسی انسٹیٹیوشن ہے جس سے لوگوں کے فواید کو ترقی حاصل ہو لیکن افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ بہت لوگ اِس سے برکنار رہتے ہیں۔ انجمن سائنس جو اعلیٰ درجہ کی مفید ہے اور جس کے بانی کا نام اہلِ ہند کی ناموری کا سبب ہے اُس سے بھی بہت کم ہمدردی کی گئی۔ حال میں البتہ جب فایدہ زیادہ ہونے لگا تو مدد بھی زیادہ مل گئی۔ پھر بھی ہمارا یہہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اِس انجمن کے بے تکان محنت کرنے والے آنریری سکرٹری کو بہ لحاظ فایدہ رسانی اور دیسی انجمن ہونے کے اہلِ ہند سے اس قدر امداد نہیں ملی جس کا وہ مستحق ہے ؛

ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہاں ایسی انجمنیں موجود ہیں جنکی یہہ کوشش ہے کہ یگانگت پیدا ہو۔ انڈین نیشنل کانگرس بھی اُن میں سے ایک ہے اس میں وہ لوگ جو مذہب اور دیگر طریقوں میں ایک دوسرے سے جُدا ہیں ایک ہی پلیٹ فارم ملتے ہیں۔ اور اپنے ملک کی خدمت کرنے کی خواہش میں اپنے اختلافات کو ترک کر دیتے ہیں۔ جہاں تک پولیٹیکل جذبہ کا تعلق ہے وہ متفق ہیں۔ یہہ بھی صحیح ہے کہ یہہ ہمدردی تمام ہندوستانیوں میں نہیں پھیلی ہے لیکن جو لوگ انجمن میں شامل ہوتے ہیں اُن کی نسبت یہہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اُن میں یگانگت اتحاد برادری اور صداقت کی روح موجود ہے۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہہ رفاہ عام کا کام ہے اور پھر اُس میں پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے مغربی تعلیم کا اثر بھی ہر جگہہ پڑتا ہے اور ایسے لوگوں کی ایک جماعت بنتی جاتی ہے جن کے خیالات مغربی تعلیم کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ مغربی تعلیم بھی آہستہ آہستہ نامعلوم طور پر اپنا حقیقی اثر کر رہی ہے۔ یہہ بات مسلم ہے کہ مغربی تعلیم جذبۂ اتحاد کے بڑھانے کے لئے ایک طاقتور سبب ہے لیکن باوجود اِن تمام طاقتوں اور انجمنوں کے جن سے اتحاد کے پیدا ہونے کا یقین کیا جاتا ہے بار بار ہم یہی سنتے ہیں کہ کیا ہندوستانیوں میں کوئی اتحاد ہے؟ اور اِس کا جواب الاتّفو طور پر نہیں بلکہ منصفانہ طریق پر یہی ملتا ہے کہ ہندوستانیوں میں حقیقی یگانگت کا کوئی عملی نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اِس مقصود کے حاصل کرنے کے واسطے کیا کرنا چاہئے ؟

ہم اِس بات کو ظاہر کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے کہ تمام ہندوستانی ایک عام مذہب کے وسیلے سے باہم متفق اور متحد ہو سکتے ہیں اور کسی طرح سے نہیں ہم اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز لوگوں کو باہم ملانے کے واسطے ایسی طاقتور نہیں ہے جیسی کہ مذہب۔ جب کوئی عیسائی ہوتا ہے وہ اپنے والدین کو بھی چھوڑ دیتا ہے جو کہ دنیا میں نہایت پیارے رشتہ دار ہیں اور اپنی تقدیر کو مردانِ خدا کے ساتھ شامل کر لیتا ہے اُنہیں کے پاس چلا آتا ہے۔ اُنہیں کے دایرہ میں خوش رہتا ہے۔ اُن کے درمیان وہ اُس ہوا میں دم لیتا ہے جو اُس کے موافق ہے۔ جب کوئی ہندو سنیاسی ہو جاتا ہے اپنے پیارے رشتہ داروں کو چھوڑ کر سنیاسی کے ساتھ جہاں کہیں سنیاسی جاتا ہے چلا جاتا ہے لیکن وہ کونسا مذہب ہے جو نہایت گہرا اتحاد پیدا کر دے؟ یقیناً وہی مذہب جس کا راگ یہہ ہے۔ خدا کا جلال اور انسان سے محبت۔ مسیحیت یہہ سکھاتی ہے کہ اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا اپنے آپ کو۔ اِس میں ذات پات کا کوئی فرق نہیں۔ اِس میں سب یکساں ہیں۔ اِس کا اصول یہہ ہے کہ خدا کی نظر میں سب برابر ہیں مسیحیت یہہ بتلاتی ہے کہ مغرور برہمن جو شودر کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے خدا کی نظر میں شودر سے بڑا نہیں ہے بلکہ شودر خدا کی نظر میں برہمن سے زیادہ بزرگ ہے اگر وہ خدا کے احکام مانتا ہے اور خدا کی روح کی مدد سے اُس کی مرضی بجا لاتا ہے۔ اگر برہمن خدا کی نظر میں شودر سے زیادہ کچھ قدر نہیں رکھتا تو انسان کی نظر میں بھی اُس کی کوئی زیادہ قدر نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ صرف مسیحیت ہی ایسا مذہب نہیں ہے جو برادرانہ محبت کو پھیلاتا ہے اور ذات کے تفاوت کو دور کرتا ہے۔ اور صرف یہی مذہب اِس قابل کیوں سمجھا جاوے جو ہندوستانیوں کو باہم ملادے ہم اِس کا یہہ جواب دیتے ہیں کہ بیشک صرف یہی ایسا مذہب ہے کہ جس میں برادرانہ محبت کی پایدار بنیاد دکھلائی جاتی ہے۔ مسیحیوں کا یہہ یقین کہ ہم سب ملکر ایک جسم کے اعضا ہیں ایک عملی اور حقیقی برادرانہ محبت قایم رکھ سکتا ہے۔ دیگر مذہبوں میں برادرانہ محبت محض زبانی جمع خرچ ہے جب ہم سب ایک جسم کے اعضا ہیں تو ایک کا رنج سب کا رنج اور ایک کی خوشی سب کی خوشی ہے۔ دینداروں کا خیال ایسا ہے۔ مسیحیت کا بیشک و شبہ برادرانہ محبت کا پیدا کرنا تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ مسیحی لوگ یروشلم میں ایسی

فیاضی سے غریبوں کی مدد کرتے تھے کہ تمام چیزیں عام بھی جاتی تھیں۔ کلیسیا کی زیرنگرانی ہسپتال اور یتیم خانہ ایجاد کیے گئے۔ اور صرف مسیحیوں ہی کی مدد نہیں کرتے تھے بلکہ تیسری صدی میں جب کہ اسکندریہ میں وبا پھوٹ نکلی غیر اقوام بیماروں کی ذرا بھی خبرگیری نہیں کرتے تھے مگر مسیحی لوگ بیماروں کو اپنے گھروں میں لا کر ہر طرح دوا دارو کرتے تھے اور بذاتِ خود خدمت کرتے تھے۔ محبت سخاوت اور احسان کی کروڑوں مثالیں ہیں جو مسیحیت سے پیدا ہوئیں۔ لیکن اُس کا شمار کرنا غیر ضروری ہے جہاں کہیں لوگوں میں مسیح کی روح آ جاتی ہے محبت پھیل جاتی ہے غلاموں کی آزادی کے بڑے معرکہ کو دیکھو۔ مسیحیت کی روشنی جب ایک دفعہ انسان کے دل میں گھس گئی تو ظاہر کر دیا کہ ہم سب انسان ہیں اس کے پگھلانے والے اثر نے بڑے بڑے سنگدلوں کو پانی بنا دیا۔ یقیناً اگر مسیحیت کی دھار تمام ہندوستانیوں کے دل میں پورے طور پر پہنچ جاوے تو حسد کی آلودگی اور اختلاف کی غلاظت بالکل دُھل جاوے۔ اُن کی روحوں کی بنجر زمین سرسبز اور شاداب ہو کر سچی برادرانہ محبت کا پھل پیدا کرے تب تمام ہندوستانیوں میں قابلِ توصیف یگانگت اور قابلِ توصیف اتحاد پیدا ہو جائیگا۔

سوالات

(۱) پاک روح کا گناہ کونسا ہے اور کیونکر معاف نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) پاک روح حاصل کرنے والوں کی کیا کیا علامتیں ہیں جو کئی زمانہ اپنی گواہیوں میں حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً رومیوں ۸ باب ۵ آیت ۱۰ آنک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

(۳) پاک روح کی تاثیریں کیا ہیں۔

(۴) واعظ کیونکر خود یقین کرتا ہے کہ کلام کا اثر ہوا اور اُس کی پہچان کیا ہے۔

(۵) مسیحی جماعتیں۔ اور تمام مسیحی کس وقت خود زور آور اور پختہ ہو سکتے ہیں۔

(۶) عام زندگی و روحانی زندگی کی علامتیں کیا ہیں۔

(۷) نئی پیدائش کی بہتر خوبیاں کونسی ہیں۔

(۸) روحانی زندگی بسر کرنے کے بہتر طریقے کونسے ہیں۔

(۹) نامی کرسچن۔ و کرسچن کی کیا کیا علامتیں ہیں اور کس وقت کامل کرسچن کہہ سکتے ہیں۔ اور وے کب ٹھیک بن جاتے ہیں۔

سرکاری اشتہار دربارۂ حج

گورنمنٹ ہند حج کے بارہ میں یہہ امر ضروری خیال نہیں کرتی ہے کہ امسال بالکل حاجیوں کو جانے کی ممانعت ہووے مگر جس حال کہ وبا احاطہ بمبئی میں بہت پھیلی ہوئی ہے گورنمنٹ ہند اسواسطے کہ تمام یورپین سلطنتیں جن میں روم (ٹرکی) بھی شامل ہے بہت زور دیتی ہیں کہ یہہ وبا یوروپ میں نہ پھیلائی جاوے اور اسواسطے کہ حاجیوں کے سبب ہندوستان کے اُن حصوں میں جہاں وبا نہیں ہے وبا کے پھیلنے کا اندیشہ ہے یہہ امر ضروری سمجھتی ہے کہ حاجیوں کی مناسب روک کی جاوے۔

گذشتہ سال کی ممانعت کا حکم منسوخ کیا گیا ہے۔ پر یہہ ہدایت کی جاتی ہے کہ کوئی شخص جو عارضی طور پر یا مستقل طور پر احاطہ بمبئی میں سوائے صوبہ سندھ کے رہتا ہو حج کی غرض سے کسی ہندوستان کے بندرگاہ سے جانا نہ پائے گا۔

علاوہ ازیں یہہ بھی اشتہار دیا گیا ہے۔

(۱) کہ کوئی شخص حج کے لئے سوائے بندرگاہ کراچی اور چٹاگانگ کے اور بندرگاہ سے نہ جائے گا مگر اُس وقت جب کہ وہ شخص جگہہ مقررہ پر معاینہ کے لئے وقت مقررہ تک رہے اور اگر وہ شخص مقررہ افسر کے ہمراہ معاینہ کی جگہہ سے بندرگاہ کو جاوے۔

(۲) کوئی ٹکٹ کرایہ جہاز کے سوائے اُن جگہوں کے جو معاینہ کے لئے مقرر کی گئی ہیں اور کسی جگہہ فروخت نہ کیجاویگی۔

(۳) کہ جو شخص حج کی غرض سے احاطہ بمبئی میں (سندھ اس سے باہر ہے) آ جاوے وہ کسی معائنہ کی جگہہ رکھا جاوے گا اُس وقت تک کہ میڈیکل افسر اُس کو رکھنا مناسب سمجھے تا کہ وبا کے پھیلنے کا اندیشہ جاتا رہے اور اُس کے بعد وہ اپنے گھر کو واپس کیا جاویگا۔

اِس اشتہار کے آخر میں جتلایا گیا ہے کہ اگرچہ حج کے لئے جانے کی ممانعت نہیں ہے مگر حاجیوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ اگر وہ جانے کا ارادہ آیندہ سال کے لئے ملتوی کر دیویں تو بدرجہا بہتر ہو گا کیونکہ تازہ خبر ہے کہ وہاں کی حالت ابتر ہے۔

بیج بونے کا وقت

آجکل زمیںداروں کو کیا دیکھتا ہوں کیا مرد کیا زن کیا بچے تمام گھرانے کے لوگ بڑی سرگرمی کے ساتھ بیج بو رہے ہیں۔ جگہہ بجگہہ تخم ریزی جاری ہے سردی کی موسم کا کچھ خیال نہ کرتے نہ کچھ خوف کرتے۔ صبح بہت جلدی اُٹھتے ہیں اور اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ اُنکا کام دیکھکر مجھے حضرت سلیمان کی تمثیل یاد آتی ہے کہ جو لوگ سردی کے خوف سے تخم ریزی نہیں کرینگے کھیتوں کو آبپاشی نہیں کرینگے تو فصل کے وقت کیا کاٹینگے۔ سن

سچ مچ وہ خوشی خوشی کاٹینگے جو وقت پر تخم ریزی کرنے میں سرگرم ہیں +

اب میں یہہ پوچھتا ہوں کہ اے کلام کے بیج بونے والو کیا آپ بھی اِس وقت سرگرمی کے ساتھ مفصلات میں نکلوگے اور آپ لوگ میز کی خدمتیں اور فضول خدمت ترک کرکے وقت کے اندر کلام کا بیج بونے کے لئے بڑی سرگرمی کے ساتھ اب جلد نہیں نکلوگے۔ اے پیارے دوستو اپنے مکان اپنے بنگلے چھوڑو اور باہر نکلو اور اُن زمینداروں کو دیکھو جو اپنے کام میں سرگرم ہیں۔ تمہاری رپورٹیں۔ تمہارے حساب کتاب چھاپے خانے نیچپل کمیٹی کی کارروائیاں اور ہائی اسکولیں اور گھر کے دھندے اور کاروبار کیا یہہ تمہارے لئے روک کرنے والے نہیں ہیں۔ زمینداروں نے تو اپنے سب کاموں کو چھوڑ دیا ہی اور تخم ریزی میں مشغول ہیں اور وہ اِس اُمید پر کہ کٹنے کے وقت بہت خوشی خوشی کاٹینگے۔ جو آنسو سے بوتا ہی خوشی سے کاٹیگا۔ اِس معاملہ میں کوئی اور صاحب بھی تحریر فرماویں کہ جیسے کلام کے بیج بونے والے ماہ نومبر میں بیج بونے کو مفصلات میں باہر نکل جاویں یہہ نہیں کہ آدہا جاڑا گھروں اور بنگلوں میں بسر کریں اور آدہا جاڑا اِدھر اُدھر دس پانچ گاؤں میں پھر پھرا مکان میں آگھسے تو بھائی ہو چکا بس بیج بونیکا وقت اور تمام علاقہ مفصلات کو دیکھ آئے اور بیج بو آئے اور اب بھی وہ ہی رگڑا ہی کہ دو اور دو چار چار اور چار آٹھ پرنسپل صاحب انسپکٹر صاحب آنیوالے ہیں ایسا نہو کہ گرمینٹ میں کچھ فرق ہو جاوے یا کہ میونسپل کے بندوبست میں کچھ فرق ہو جاوے کہ کوئی بڑے حکام آکر دیکھیں اور نادرست پاویں۔ کوئی ہوا کھانیکو شملہ کی طیاری کر رہے ہیں۔ سردی میں کم سے کم چھ مہینہ تک باہر مفصلات میں رہنا چاہیے لیکن وہاں تو دیہاتی گنواروں میں دل نہیں لگتا۔ زمین باہر مفصلات میں اچھی ہی اور بیج بونیکے لائق ہی۔ شہروں میں تو تاریخ جغرافیہ حساب وغیرہ جو اِسکولوں میں سکھلا رہے ہو کیا یہہ پاک کلام کا بیج بو رہے ہو۔ یاد رکھو جو کچھ کہ بوتا ہی سو ہی کاٹیگا۔ فقط

راقم ۔ ب ۔ ج

وَاقِعَاتِ اَور آئینؔ

بوٹالہ

بوٹالہ ایک گاؤں ہی جو تہہ اور بیاس سے پانچ کوس اور سری گوبندپور سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہی۔ اِس گاؤں میں نہ کوئی حکیم ہی نہ کوئی ڈاکٹر۔ صرف بیاس۔ تہہ۔ سری گوبندپور میں ڈاکٹر یا حکیم مل سکتا تھا اِس وجہ سے یہ لوگ بہت تنگ تھے۔ اتفاق سے جناب بزرگ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بہادر دورہ پر تشریف لائے۔ یہاں کے لوگوں نے جو سنگدلی میں معروف ہیں۔ بوجہ عیسائی ہونے کے سخت مخالفت کی۔ مگر صاحب بہادر نیک مزاج نے اِس کام کا بیڑا اپنے ذمہ لیا اور ارادہ کیا کہ یہہ لوگ اِس تکلیف سے بچ جاویں۔ چنانچہ بعد ہزار ہا قسم کی تکلیف کے شفاخانہ قایم کر دیا اب صاحب بہادر کے حسن اخلاق اور ڈاکٹر متعینہ کی نرم دلی سے بوٹالہ اور گرد نواح کے لوگ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خداوند حقیقی ایسے رحم دل فیاض کو ہمارے سروں پر تا ابد قایم رکھے۔ جس کے نیک نیتی کی وجہ سے ایسے سخت مخالف لوگ رہ راستی پر آگئے ہیں اور اِس کار خیر سے ہر وقت فایدہ اُٹھا رہے ہیں +

المشتہر

سوداگر سنگہ متلاشی دین حق

مسیحی خدمتگذاروں کی کانفرنس

لودیانہ پرسبیٹری کی طرف سے لودیانہ میں ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر ۱۸۹۶ء کو مسیحی خدمت گذاروں کے لئے کانفرنس منعقد ہوگی +

دعوت

وہ کمیٹی جو لودیانہ میں پرسبیٹری کی طرف سے اِس کانفرنس کے انتظام وغیرہ کے لئے مقرر کی گئی ہی اُن سب ہندوستانی اور ولایتی مسیحی خدمت گذاروں کو جو لودیانہ۔ لاہور۔ فرخ آباد اور الہ آباد پرسبیٹریوں کے ماتحت کام کرتے ہیں یا انکے شریک ہیں دعوت دیتی ہی کہ وہ اِس کانفرنس میں تشریف لاویں + اگرچہ یہہ کانفرنس خاصکر مندرجہ بالا پرسبیٹریوں سے متعلق خدمت گذاروں کے لئے ہوگی مگر کمیٹی اور مسیحی خدمت گذاروں اور بھائی بہنوں کو بھی بڑی خوشی کے ساتھ قبول کریگی +

مقصد

ضرورت نہیں ہی کہ اِس کانفرنس کے مقصد یا غرض کا مفصل ذکر کیا جاوے۔ خدا نے گذشتہ چند سالوں میں اپنے لوگوں پر اُس کی ضرورت مقصد اور فوایدکو بخوبی ظاہر کر دیا ہی مگر مختصراً اِس کا مقصد یہہ ہی کہ ہم سب ملکر خدا سے دعا مانگیں کہ خدا اپنی پاک روح بڑی قدرت کے ساتھ گناہگاروں کے دلوں کے تبدیل کرنے اور کلیسیاؤں میں تازگی کے آنے اور لوگوں کو اپنے تئیں کلی طور سے خدا کے حوالے کرنے کے لئے ہم پر اور ہمارے اُن کھیتوں پر نازل فرماوے کہ جہاں ہم کام کرتے ہیں +

پروگرام

۳۰۔ نومبر ۱۸۹۶ء بروز منگل ۱۱ بجے صبح سے ایک بجے بعد دوپہر تک +

اقرار اور شکر گذاری

۳۰- نومبر ۱۸۹۶ء بروز منگل ۲½ بجے بعد دوپہر سے ۳½ بجے تک ❖

مسیحی کام میں کامیابی کا بھید

(بائبل کا مطالعہ اور دعا)

۳۰- نومبر ۱۸۹۶ء بروز منگل ۶ بجے شام سے ۷ بجے تک۔

روح سے بھرپور زندگی

یکم دسمبر ۱۸۹۶ء بروز بدھ ۸ بجے سے ۹ بجے تک ❖

جانوں کو بچانے کی ضرورت

" " ۱۱ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک ❖

مباحثہ

(ہمارے کام کا بہتر طریقہ)

" " " ۲½ بجے سے ۳½ بجے تک۔

مباحثہ

(سیلف سپورٹ)

یکم دسمبر ۱۸۹۶ء بروز بدھ ۶ بجے شام سے ۷ بجے تک

ہماری کلیساؤں میں روحانی تازگی کے آنیکی شرائط ❖

۲- دسمبر ۱۸۹۶ء بروز جمعرات ۸ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک

خدا اپنے کھیت میں لائق مزدور بھیجے۔

(سینوڈ کے لئے دعا)

گیارہ بجے صبح سے سینوڈ کا جلسہ شروع ہوگا۔ سابقہ ماڈریٹر اپنا وعظ دینگے اور امید کیجاتی ہے کہ اس روز بعد دوپہر یا شام کو سینوڈ اور ایک یا دو جلسوں کا انتظام کریگی ❖

اطلاع

(دربارہ انتظام خوراک- رہائش وغیرہ)

چونکہ روز بروز اس قسم کے میلوں اور کانفرنسوں کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے اس واسطے اب وقت آگیا ہے کہ ایسی تجاویز اور طریقے اختیار کئے جاویں کہ جن سے اس قسم کے جلسوں میں محنت- ذمہ واری اور خرچ اس طرح سے تقسیم ہو جاویں کہ کسی پر بوجھ بھی نہو اور بعضے جلسوں کے انتظام میں مشغول رہنے کے سبب سے جلسوں میں حاضر ہونیسے رہ کے بھی نہ جائیں کمیٹی کھانے اور رہائش وغیرہ کیلئے ذیل کا انتظام کرتی ہے ❖

(۱) کھانا

کمیٹی یہہ بندوبست کریگی کہ جلسے کے دنوں میں نان بائی موقعے پر موجود رہیں اور مناسب نرخ پر کھانے کی چیزیں بیچیں تاکہ جو کوئی چاہے آپ ہی خرید لیوے ❖

اگر بعض صاحبان ملکر ایک جگہہ اپنے لئے کھانے کا آپ ہی بندوبست کرنا چاہیں تو اُن کے لئے ہم صرف کھانا پکانے کے لئے برتنوں مثلاً دیگچی- لگن- اور توے کا بندوبست کرینگے بشرطیکہ کمیٹی کو کانفرنس کے شروع ہونیسے ایک ہفتہ پہلے اطلاع دیجاوے کہ انکو برتنوں کی ضرورت ہوگی- باقی بندوبست انکو خود ہی کرنا ہوگا ❖

(۲) رہائش ❖

کمیٹی رہنے کے لئے مکانات یا خیموں کا بندوبست کریگی مگر وہ جو چارپائی لینا چاہیں کرایہ پر چارپائی بھی مل سکیگی بشرطیکہ جلسے سے پانچ روز پہلے کمیٹی کو اس امر سے مطلع کیا جاوے اور اگر کوئی کمیٹی کو اطلاع نہ دیوے اور وقت پر چارپائی کے حاصل کرنے سے محروم رہے تو کمیٹی اُسکی ذمہ وار نہ ہوگی ❖

اگر کوئی صاحب بمعہ خاندان کے تشریف لانا چاہیں تو کمیٹی اُن کے لئے خاندان کے ساتھ ملکر ایک ہی مکان میں رہنے کا بندوبست نہیں کر سکیگی- ہاں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ رہنے کا بندوبست کیا جاویگا اور وہ الگ رہ سکتے ہیں ❖

ضروری نوٹ- وہ سب بھائی بہن جو اس کانفرنس میں شریک ہوا چاہتے ہیں براہ مہربانی کمیٹی کو کم از کم دس دن پہلے اپنے آنے کے ارادے سے مطلع فرماویں اور اگر کسی کی طرف سے اطلاع نہ پہنچے گی تو کمیٹی اُس کی رہائش کے انتظام کے لئے ذمہ وار نہ ہوگی ❖

کرایہ ریل ❖

اُن خدمت گذاروں کو جو لودیانہ پریسبٹری کے تحت باتعلق کام کرتے ہیں اور جن کی تنخواہ مبلغ ۵؎ روپیہ ماہوار سے کم ہے انکو ایک طرف کا ریل کا کرایہ دیگی ❖

ہم درخواست کرتے ہیں کہ دوسری پریسبٹیریاں بھی اپنے کارندوں کو کرایہ دینے کی نسبت کسی قسم کا انتظام کریں ❖

چندہ کیلئے اپیل

اگرچہ کمیٹی نے تجویز کی ہے کہ کھانے کے لئے اس کانفرنس میں کچھ خرچ نہ کیا جاوے مگر تو بھی مکانات کی درستی- روشنی اور برتنوں وغیرہ کا بندوبست کرنے اور مبلغ ۵؎ روپیہ سے کم تنخواہ پانے والے کارندوں کو ایک طرف ریل کا کرایہ دینے میں روپے کی ضرورت ہوگی اس واسطے کمیٹی اُن تمام کلیساؤں سے جو سینوڈ ہند کے ماتحت ہیں اور مسیحی بھائی بہنوں سے بہہ عاجزی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس کار خیر کے لئے جلد اپنے فیاضی کے ہاتھوں کو بڑھا کر ہماری مدد کریں ❖

چندہ پادری- اے- ایچ یوئنگ صاحب پرنسپل کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ کی خدمت میں بھیجا جاوے ❖

نوٹ- چارپائیوں- برتنوں اور آٹے وغیرہ کی نسبت اطلاع پادری پریم داس مشن لودیانہ کے نام پر آنی چاہئیں ❖

المشتہر

اے- ایچ- یوئنگ- جے- بی- ڈیلس- ڈبلیو- جے کلارک- ایم- وائلی- این پریم داس } کمیٹی منتظم لودیانہ کی سیشن کی طرف سے سینوڈ کی دیسی ممبروں کو

اطلاع

جو انتظام مسیحی خدمت گذاروں کی کانفرنس کے لئے کھانے اور رہائش وغیرہ کے لئے کیا گیا ہے وہی انتظام سینوڈ کے ممبروں کے لئے سینوڈ کے دنوں میں بھی قایم رہیگا ❖

المشتہر

ایم- وائلی- محرر سیشن

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

میدان نومبر ۱۷۔ جنرل کیمپبل کے برگیڈ پر ۱۵ تاریخ کی رات کو حملہ ہوا۔ گورکھا اور گورڈن فوج میں بہت کم نقصان ہوا۔ ۱۶ تاریخ کو وہ میدان میں واپس آئے +

فوج کے پچھلے دستہ پر زور سے حملہ کیا گیا سکھ نمبر ۱۵۔ سکھ نمبر ۳۶ اور ڈوارسٹشائر کی دو کمپنیاں تمام رات باہر رہیں۔ نقصان کا ابتک پتا نہیں۔ سکھ نمبر ۱۵ کا کرنل ایبٹ زخمی ہوا۔ کپتان لیوارن قتل ہوا اور سکھ نمبر ۳۶ کے ۱۲ جوان مارے گئے۔ کپتان کسٹینس اور لفٹنٹ سن زخمی ہوئے اور ڈوارسٹشائر کے ۸ جوان کام آئے +

۱۹ لاشیں اور دو زخمی پڑے پائے گئے۔ نصف کمپنی ابتک گم ہے۔ دوسرا برگیڈ اُس کی تلاش میں ہے +

کرنل ہاٹن نے معہ سکھ نمبر ۱۵ اس مقام کو بچایا اور آج صبح فوج کا پچھلا دستہ واپس لایا۔ ایک گاؤں کا سنگینوں سے قبضہ کیا۔ دشمنوں نے دس گز کے فاصلہ پر آکر حملہ کیا۔ لفٹنٹ ڈگلس کروک قتل ہوا +

لنڈن نومبر ۱۹۔ اخبار ٹائمس اُن تجویزات دربارہ ترقی فوج انگلشیہ پر بحث کرتے وقت جو لارڈ وازلی نے پیش کی ہیں لکھتا ہے کہ ان تجویزات کے رواج دینے میں محض روپیہ کا خرچ ہے اور ہمارا ملک یہہ بار اُٹھانے کو تیار بھی ہے مگر صیغہ جنگ کے محکمہ پر ہمارا بھروسہ نہیں رہا +

ٹائمس کہتا ہے کہ یہہ معاملہ اُس محکمہ کے ہاتھوں سے لیکر لارڈ سالسبری مسٹر بالفور ڈیوک آف ڈیونشائر سر مائیکل ہکس بیچ اور لارڈ لینسڈون کو غور کرنے کے لئے سپرد کرنا چاہیے +

اخبار سٹینڈرڈ لارڈ وزلی کی تجویزوں کو پسند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رنگروٹوں سے اگر بہتر شرایط کئے جاویں تو اُنکا شمار بڑھنے کا یہی بہتر طریقہ ہوگا +

لنڈن نومبر ۱۹۔ مسٹر تلک کی اپیل پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی میں پیش ہوئی اور نامنظور کی گئی +

لنڈن نومبر ۱۹۔ لنڈن شہر کے ایک حصہ میں بڑی آگ لگی۔ چالیس لاکھ پونڈ سے زیادہ کا نقصان تصور کیا جاتا ہے دو تین بازار جل گئے اور کتنوں کو نقصان پہنچا کہتے ہیں کہ یہہ آگ ۱۶۶۶ عیسوی کی بڑی آتشزدگی کے بعد سب سے بڑی آگ ہے +

لنڈن نومبر ۲۲۔ روس کے کہنے سے روم کی جنگی بیڑہ کی نو ترتیب ملتوی کی گئی ہے۔ اُس نے ایک مراسلہ روم کے پاس بھیجا ہے جس میں اُس نے تاوان جنگ کا بقیہ دس لاکھ پونڈ کا مطالبہ کیا ہے +

لنڈن نومبر ۲۲۔ وکٹوریہ کے شمال مغرب میں ایک سخت آندھی کے چلنے سے کئی شہر تباہ ہوگئے ہیں +

شملہ نومبر ۲۲۔ جس حال کہ ذکہ خیل کوکی خیل سپاہ اور کامرائی جرگہ ابتک الگ ہیں جنرل لوکہارٹ نے ۲۱ تاریخ کو آفریدیوں کو سرکاری شرایط سنا دیئے ہیں +

سرکار ہند کا ارادہ ہے کہ درہ خیبر کو پھر جسطرح اُن کی منشا ہو کھولیں۔ افریدی اس بات کے ذمہ وار ہیں کہ گورنمنٹ کے بندوبست کو خواہ کچھ ہی ہو منظور کریں +

آفریدی مطلع کئے گئے ہیں کہ تمام فرقائی آمدنیں موقوف ہوگئی ہیں +

لنڈن اکتوبر ۲۴۔ میجر میکڈانلڈ کی فوج پر حملہ کی خبر فکر پیدا کرنے والی ہے کیونکہ اُس پر یوگنڈا کی حفاظت منحصر ہے +

یہہ سچ نہیں ہے کہ بلوائیوں نے یوگنڈا پر قبضہ کرلیا ہے مگر یقین کیا جاتا ہے کہ وہ وہاں واپس آرہے ہیں اور خوف ہے کہ سوڈانی بغاوت کریں +

مقام سوم بتا میں جو سکھ فوج ہے وہ میجر میکڈانلڈ کی کمک کو جلد روانہ ہورہی ہے اور سرکار انگریز کے دو جہاز تھرش اور فیبی نامی ساحل کی حفاظت کرتے ہیں +

کل معاملہ ایک بھید ہے۔ میجر میکڈانلڈ کی مہم کی غرض ابتک پوشیدہ رکھی گئی ہے مگر افواہ ہے کہ دریاے نیل اسکا باعث ہے +

بمبئی نومبر ۲۴۔ اخبار پرتود کے ایڈیٹر اور پرنٹر کی اپیل کا فیصلہ ہائی کورٹ سے ہوگیا +

رام چندر نارائن جس کو سزا عبور دریاے شور تا زیست ہوئی تھی تخفیف ہوکر ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔ اور دوسرے کو بجائے سات سال کے ۳ ماہ محض قید کی سزا ہوئی +

ورگالی نومبر ۲۴۔ مالاکنڈ میں ایک خون ہوا ہے۔ ہسپتال سٹور کیپر کو ایک برہمن اردلی نے قتل کیا۔ قاتل ماخوذ ہے +

خبر پہنچی ہے کہ بونیروال جرگون نے فیصلہ کیا ہے کہ نہ ہم روپیہ ادا کرینگے اور نہ ہتیار۔ اگر یہہ شرایط ہم سے کیجاوینگی +

+ + +

مضامین مفید المبتدین

راستباز ٹھہرانیکی تمثیل

ایک شخص کا احوال سُننے میں آیا ہے جو ملک ہسپانیا میں تجارت کرنے کے لئے سیر کرنے کو گیا تھا۔ لیکن کسی نے اُس پر یہہ افواہ اُڑائی کہ وہاں کی سرکار پر بغاوت برپا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ پکڑا گیا اور بعد تحقیقات کے اُس پر قتل کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ لیکن اُس نے یہہ دوہائی دی کہ میں پردیسی ہوں اور جب تک میرے ملک کی سرکار اجازت نہ دیوے تب تک مجھے قتل کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ تو کہاں کا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں پیدایش سے انگریز ہوں لیکن بافصل بہت دنوں کے رہنے سے سرکار امریکہ کی رعیت ہو گیا ہوں۔ جب اِس بات کی خبر ان دو ملکوں کے ایلچیوں کو ملی تب وہ دونوں اُسکا حال دریافت کرنے کو گئے اور ہسپانیا والوں سے درخواست کی کہ پہلے اِس بات کی خبر ہم اپنی ولایتوں میں دیں اور تب تک اس شخص کو قتل نہ کرنا چاہئے۔ مگر اس پر ہسپانیا والے راضی نہ ہوئے بلکہ کہنے لگے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے کیونکہ اس نے ہمارے قانون کے خلاف کیا ہے ؛

ایلچیوں نے کہا کہ جو یہہ خون کا مقدمہ ہوتا اور بات ہوتی۔ لیکن بغاوت کے حق میں تمہاری شریعت زیادہ سخت معلوم ہوئی ہے۔ لہذا ہماری درخواست یہہ ہے کہ پہلے اس کی خبر ہم اپنی ولایتوں کو بھیجدیں اور بعد ازاں جو مناسب ٹھہرایا جاوے وہ کیجیے ؛

ہسپانیا والوں نے کہا کہ ایسا نہ ہوگا بلکہ ہماری عدالت میں وہ قصوروار ٹھہر چکا ہے لہذا ہم اُسے سزا دینگے۔ چنانچہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ فلاں روز اُس کو فلانی جگہہ میں لیجاکے دو چار سپاہیوں سے اُس پر بندوقیں چلواکے جان سے مروا ڈالو ؛

اِس حکم سے دونوں ایلچیوں کو بڑی حیرانی ہوئی کہ ہم اپنے ہموطن کو اِس ظلم سے کیونکر بچاویں۔ آخرکار اُن کو ایک تدبیر سوجھی جس روز کہ مجرم مذکور سپاہیوں کے آگے کھڑا کیا گیا تو اُن دونوں ایلچیوں نے اپنے اپنے ملک کے سرکاری جھنڈوں کو لے کے اُس مجرم کے بدن پر اوڑھا دیا اور سپاہیوں سے کہا کہ خبردار جو کوئی ان جھنڈوں پر گولی چلاوے وہ ملک انگلستان اور سرکار حاکم امریکہ کی بے عزتی کرتا ہے اور اُس سے بڑی بھاری جواب دہی کی جائیگی۔ ہم نے تو واجبی بات تمہارے حکام سے کہی اور اگر وہ نہ مانے تو ہم نہیں جانتے کہ اُس کا کیا انجام ہوگا۔ یہہ سنکر سپاہی ڈرگئے اور اگرچہ وہ مجرم اُن کے سامنے کھڑا تھا اور ایک گولی کی چوٹ سے اُس کی جان جاتی رہتی لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اُس پر گولی چلاوے جھنڈا تو صرف کپڑے ہی کا تھا لیکن اُس سے اُس شخص کی ایسی حفاظت ہوئی کہ گویا لوہے کے قلعہ میں تھا ؛

اِس سے ہماری نجات کی اچھی مثال ملتی ہے ہم مجرم تو ہیں بلکہ موت کا فتویٰ بھی ہم پر نکل چکا ہے۔ لیکن جب ہم ایمان سے مسیح کی مدد طلب کرتے ہیں تب وہ گویا اپنے کفارے کا جھنڈا ہمارے اُوپر اوڑھا دیتا ہے اور تب عدالت بھی ہم کو مار نہیں سکتی کیونکہ وہ ہرگز اُس جھنڈے کی بے عزتی نہیں کرسکتے۔ اور اُس جھنڈے کے نیچے ہماری ایسی پوری محافظت ہوتی ہے کہ گویا ہم بے قصور ہیں ؛

فائدیکے ساتھہ سُننا

ایک قصہ ہے کہ دو آدمیوں نے جنگل میں جاتے ہوئے ایک ایسا درخت پایا جس میں بہت اچھے اچھے میوے لگے تھے۔ جب کہ دونوں پیٹ بھر کے کھا چکے تو ایک نے کہا کہ بھائی اتنا اچھا پھل گھر میں نہیں ملتا ہے۔ یہہ کہہ کے اُس نے جتنا میوہ باقی تھا توڑ کے اپنی گٹھڑی میں باندھ لیا ؛

دوسرے نے کہا کہ بھائی میں تو اس سے بھی اچھی ایک تدبیر جانتا ہوں۔ یہہ کہہ کے اُس نے درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کے اپنے ٹٹو پر لاد لیا اور اُسے اپنے گھر میں لے گیا اور اپنے باغ میں لگا کے برسوں تک اُس کے اچھے پھل سے آسودہ ہوتا رہا ؛

یہہ تعلیم کے سُننے والوں کی اچھی تمثیل ہے۔ اکثر اشخاص ایسے ہیں جو اچھی تعلیمیں پاکر صرف اسی وقت اُس سے خوشی حاصل کرتے ہیں جیسا کہ مسافر نے میواؤں سے اپنی بھوک مٹائی۔ اور ایسے بھی ہیں جو سُنکر اُن باتوں کو اپنے ساتھ گھر تک لے جاتے ہیں۔ یعنے اُس کو یاد کرتے ہیں لیکن دانشمند وہ ہے جس کے دل کے باغ میں وہ نصیحتیں جڑ پکڑیں اور زمانہ بزمانہ وہاں نیکی کے پھل ظاہر کیا کریں ؛

دو بیجونکی تمثیل

کسی باغبان نے کہیں سے دو قیمتی بیج پائے اور چاہا کہ اُنہیں اپنے باغیچے میں بوئے۔ لیکن پہلے بیج نے زمین کی رطوبت اور تاریکی سے ڈر کے اُس سے منت کی کہ اے مالی مجھے زمین کے اندر مت ڈال کیونکہ مجھ کو دھوپ کی خوش نمائی اور گرمی زیادہ پسند ہے۔ مالی نے اُس کی منت نہ سُنی بلکہ اُس کو مٹی کے اندر چھپا دیا۔ اِتنے میں دوسرا بیج مالی کے ہاتھہ سے گر پڑا اور وہ اُس کو نہ پا سکا لیکن وہ کسی پتھر کے اُوپر پڑا رہا اور سُوکھتے سوکھتے مردہ ہوگیا۔

اتنے میں پہلا بیج زمین کے اندر جم گیا اور اُس سے پتیاں اور کونپلیں نکلنے لگیں۔ تو کیا اُس کے لئے یہہ بہتر نہ تھا کہ پہلے زمین میں گاڑا جاتا ؟ اِسی طرح سے اُن لوگوں کے لئے جو خدا کے پیارے ہیں قبر میں گاڑا جانا زیادہ جلال کا باعث ہوگا۔ وہ گویا باغیچہ الٰہی میں ہمیشہ تک پھلیں گے ؛

✣ ✣

✣

(سلسلے کے لئے دیکھو صفحہ اول)

ہو جائیں تو مسیح کو قبول کرنا چاہئے جیسا کہ لکھا ہو کہ اگر تم میری بات پر ثابت رہوگے تو تحقیق میرے شاگرد ہوگے اور سچائی کو جانوگے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی۔ جو کوئی گناہ کرتا ہو گناہ کا غلام ہو اور غلام ابد تک گھر میں نہیں رہتا بیٹا ابد تک رہتا ہو پس اگر بیٹا تم کو آزاد کریگا تو تم آزاد ہوگے۔ یوحنا ۸: ۳۱، ۳۲، ۳۳ و ۳۴، ۳۵، ۳۶ ؛

بیداریٔ ہندوستان کیلئے دعا کی تجویز

ذیل کے مضامین دعا کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ اِن مضمونوں میں سے کسی پر زیادہ زور دینے کا موقع ہوگا یا اُنکی جگہہ دیگر مضامین بھی ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔

(۱) ہندوستان کی مسیحی کلیسیا۔ قول و فعل کے موافقت (کنسسٹنسی)۔ ایمانداری۔ برآوری کے لئے۔

(۲) مشنری ایجنسی۔ دانائی۔ یگانگت۔ طاقت کے لئے۔

(۳) مسیحی خدمت گذار۔ ایمان۔ دعا میں سرگرمی۔ پاک روح کے لئے۔

(۴) ہندوستان کے بچوں کے لئے اور اُن ذریعوں کے جو اُن میں کام کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ؛

(۵) ہندوستان کے نوجوانوں۔ خصوصاً طالب علموں کیلئے۔

(۶) ہندوستان کی مستورات کے لئے۔

(۷) اہل اسلام کے لئے۔

(۸) ہندوستان میں یورپینز کے لئے۔ خصوصاً اسّی ہزار گورہ سپاہیوں کے لئے۔

(۹) اُنکے لئے جنکو اب تک کلام نہیں سنایا گیا ؛

(۱۰) بیداری ہندوستان کیلئے۔ دعا کی روح کیلئے۔ انتظاری کی روح کیلئے۔ ریویول کی روح کیلئے۔ خود انکاری کی روح کیلئے۔ فتح کی روح کیلئے۔ اِن سب سے بڑھکر خدا کی روح کے حاصل کرنے کے لئے جو اِن سب روحوں کا منبع ہو ؛

اِس ملک کی کُل مسیحی کلیسیا کی متفق اور باایمان دعا کے دن کے نتیجوں کو خیال میں رکھکر کیا آپ اِس دن یعنے اتوار دسمبر ۱۲۔ کو مخصوص نہ کرینگے تاکہ ہندوستان کی بیداری کے لئے خدا سے انتظاری کریں ؟

دستخط

لکھنؤ کے بشپ صاحب الہ آباد وغیرہ

۱　　　**اِشتہار**　　　۲

چرچ مشن بتوں میں لڑکیوں کے سکول کے واسطے دو مسیحی اُستانیوں کی ضرورت ہو۔ ایک انگلو ورنیکولر سینیر سند یافتہ۔ دوسری انگلو ورنیکولر جونیر سند یافتہ ہو سایل اپنی درخواستیں بمعہ اِس کے کہ کیا تنخواہ لیونگی بحد مشتہر کے پاس بھیجدیویں ؛

المشتہر

مسز پینل۔ چرچ مشن بنون

۱　　　**اِشتہار**　　　۲

جلال پور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) کے مڈل مشن سکول کے لئے ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر کی جو سینیر انگلش پنڈ یا الیف۔ اے تک تعلیم یافتہ ہو ضرورت ہو۔ شادی شدہ شخص کو ترجیح دی جاویگی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر آنی چاہئیں ؛

المشتہر

پادری۔ آر۔ ایم۔ پیٹرسن گجرات پنجاب

۵　　　**ضرورت ؛**　　　تاحکم ثانی

ایک شادی شدہ واعظ کی ضرورت ہو جو بھجن اور غزلیں گانا جانتا ہو اور پہاڑ کے دیہات کے کام کا تجربہ رکھتا ہو اور اُونچے نیچے راستوں پر چلنے کا عادی ہو اگر میجک لینٹرن کے استعمال سے واقف ہو تو بہتر ہو۔ سایل اپنی عرضی بمعہ اسناد کارگذاری اور لیاقت کے کسی پادری صاحب کے ذریعہ ذیل کے پتہ پر روانہ کرے اور ہر ایک ضروری امر کا فیصلہ کرے ؛

المشتہر۔ ایم۔ بی۔ کارلٹن۔ ایم۔ ڈی۔ سپاٹو ؛

۵　　　**ضرورت ؛**　　　تاحکم ثانی

ایک عیسائی مبصئی کی ضرورت ہو جو اوسط درجہ کی لیاقت رکھتا ہو۔ لیکن عبادت میں حاضر ہوتا ہو اور دیندار ہو شادی شدہ کو ترجیح دی جائیگی۔ کسی پادری صاحب کے ذریعہ عرضی بمعہ اسناد روانہ کرے ؛

المشتہر۔ ایم۔ بی۔ کارلٹن۔ ایم۔ ڈی۔ سپاٹو

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانیکی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹورکیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو ؛

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ ...... [illegible]
بغیر ضمیمہ ...... [illegible]

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نورافشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وایلی کے اہتمام سے چھپا ؛